بعون اللہ المستعان

حسب الحکم عالیجناب مستطاب معلی القاب

حضرت شاہزادہ میرزا ہمایون قدر بہادر دام دولتہ

مثنوی

قند

مصنفہ

جناب مولوی سید علی نقی صاحب صفی لکھنوی مدظلہ العالے

باہتمام زائرِ سبطِ رسول الثقلین عبدہ سید مقبول حسین

بتحفظِ حق تصنیف

[illegible]

يسقون من رحيق مختوم ختامه مسك

ساقی نامہ

وسقاهم ربهم شرابا طهورا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہان ہے تو ای ساقیِ شوخ و شنگ — کہ سردی نے اپنا جمایا ہی رنگ
ذرا چاہیئے پشت گرمی تجھے — کہ جاڑے سے پالا پڑا ہے مجھے
دل افسردگی سے بہت خستہ ہے — لہو ہر رگ و پے مین یخ بستہ ہے
مناسب ہے اب تجکو فکرِ علاج — پلا جرعۂ آبِ آتش مزاج
دوا دی کہ بیمار ہون تندرست — طبیعت ہو پھر جس سے چاق و چست
مبارک رہے تجکو مے ساقیا — مجھے چاہیئے اور شے ساقیا
وہ جوہر جو ہمرنگِ یاقوت ہے — لطافت مین ہمسنگِ یاقوت ہے
وہ شربت پلا مجکو اے رشکِ حور — جو ہے پاک مثلِ شرابِ طہور
دکھا جلوۂ لعبتِ چین مجھے — سونگھا نکہتِ زلفِ مشکین مجھے

نگارِ پری وش ہے جو شعلہ خو | اوسے دیکھے دم لا کے گر پاس تو
ارے کم پلا یا زیادہ پلا | مجھے اس گھڑی چاہی سادہ پلا
ہے اعجام سے متفق میری رائے | کہ نافع نہین اسقدر شیر چاے
پئے گر کوئی زاہدِ خشک سر | ملا شیرۂ مغزِ بادامِ تر
ذرا اوٹھ کے ساقی مری پاس آ | نئی داستان سن یہان بیٹھ جا
کہون تجھسے مین رات کی سرگذشت | سرِ شام نکلا جو کل بہرِ گشت
ہوا قہوہ خانی کیجانب گذر | وہان میکدہ بھی اک آیا نظر
سڑک پر تو مین بیچ مین غمزدہ | ادھر چاے خانہ ادھر خمکدہ
اودھر سب مریدانِ پیرِ مغان | ادھر قہوۂ و چاے کی قدردان
وہ سب ترزبان اوسکی تعریف مین | یہ رطب اللسان اسکی توصیف مین
بالآخر یہان تک بڑھی گفتگو | فریق اک ہوا دوسرے کا عدو
فریقین کرنے لگے پھر بیان | عیوب ایک کی ایک کی خوبیان
کہا ایک نے چاے ہی تلخ رو | کہا دوسرے نے کہ می تند خو
کہا میکشون نے ہی مے آفتاب | دیا چاے نوشون نے تب یہ جواب
نظر اوس سے کرتی ہی کب خیرگی | بڑھاتی ہے عصیان کی وہ تیرگی

اونھون نے کہا بادہ ہے لالہ فام — انھون نے کہا محض صورت حرام

اونھون نے کہا غم غلط کن ہی ہے — انھون نے کہا بیحیائی یہ ہے

اونھون نے کہا نشہ اسکا ہے مرد — انھون نے کہا کور وقت نبرد

وہ بولے کہ مے کرتی ہے بیہراس — یہ بولے کہ ہے وہ مزیل حواس

وہ بولے بناتی ہے مے تردماغ — یہ بولے نہین احمق و خردماغ

وہ بولی کہ مے دانش افروز ہے — یہ بولے غلط وہ خرد سوز ہے

وہ بولی ہے مے پردہ دار عیوب — یہ بولے کہ صورت نگار عیوب

وہ بولی ہے مے غمگسار بشر — یہ بولے کہ ہی باعث درد سر

وہ کہنے لگی مے ہے وجہ سرور — یہ بولی بناتی ہے وہ پرغرور

وہ بولے نہین کس جگہہ دور مے — یہ بولے جہان زور اسلام ہے

اونھون نے کہا بادہ ہے جم پسند — انھون نے کہا چاے عالم پسند

کہا میکشون نے کہ ہے چاے خشک — جواب اوسکا پایا کہ مانند مشک

بڑھی یہ حریفانہ بحث اسقدر — مے و چاے تک جسکا پہونچا اثر

کسی سے نہ پھر ہو سکا کچھ علاج — ہوئین گرم دونون وہ آتش مزاج

ادھر اوسکے منھہ پر کف آنے لگا — لہو جوش ادھر اسکا کھانے لگا

ہوا دونون کا رنگِ رخسار سرخ
مئی ناب کھانے لگی پیچ و تاب
بڑی دیر سے ہین جو بمکارتے
نہین تو مقابل مری حسن مین
مری دم سے ہی گرم بازارِ حسن
عجب ہے مری حسن مین کیفیت
مرے بوسہ کا جو طلبگار ہو
وہ ہے کون سا شاعرِ خوش بیان
ہین جنت مین ہمجنس میری دخیل
وطن کا مرے باغِ جنت ہی نام
تجھے مرتبہ یہ میسر کہان
سُنین چاے نے جب یہ باتین کڑی
کہا مے سے سُن او پدر سوختہ[۲]
کہی دیتی ہون مین کہ خاموش ہو
مری آگے باتین بناتی ہے تو

وہ آنکھین تھین یا جامِ اشرار سرخ
کیا چای کی سمت پھر یون خطاب
طرفدار تیرے ہین جھک مارتے
یہ بیہودہ جی چاہے جتنا بکین
کی وجم ہین میرے خریدارِ حسن
غضب ہے مری حُسن مین کیفیت
تو ہو مست کیسا ہی ہُشیار ہو
جہان مین نہین جو مرا مدح خوان
مےِ کوثر و بادۂ سلسبیل
وہین کا ہے میوہ عنب[لہ] لا کلام
ارے چاے تو میری ہمسر کہان
نہ تاب آئی آخر ادبل ہے پڑی
ہے کیون اسقدر تو برافروختہ
نہ اسطرح چرخود فراموش ہو
مجھے چٹکیون مین اوڑاتی ہے تو

لہ انگور

۲ [illegible]

مرے سامنے تیری ہستی ہی کیا
یہ قسمت کو روتی ہے ہنستی ہی کیا

حقیقت تری کیا ہے اوزشت رو
عبث حسن پر اپنے نازان ہی تو

جہنم مین عشاق جسکی جلین
لگی آگ اوس گرمیِ حسن مین

تری حسن مین خاک ہے کیفیت
یہی اوسمین ناپاک ہے کیفیت

تری بوسہ کا ہے طلبگار کون
تجھے مونہہ لگاتا ہے مردار کون

تجھے مردِ دیندار چھوتے نہین
جو مومن ہین ہشیار چھوتے نہین

نہین مدح خوان شاعرانِ فصیح
یہ سب کرتے ہین تیری ہجوِ ملیح

غلط فہم تجکو بناتی ہین سب
تمسخر سے باتین سناتی ہین سب

کہان تو کہان کوثر و سلسبیل
ہر اک جنس مین ہین شریف و رذیل

ملانے کو یون تو ملا سلسلہ
تجھے تاکِ جنت سے کیا سلسلہ

خدا تجھپہ کرتا ہے لعنت مدام
کہ پیدا ہوئی ہے یہ آبِ حرام

ہے شاہد کلامِ حبیبِ خدا
کہ امّ الخبائث لقب ہے ترا

ذرا اسقدر خود ستائی نکر
نجس مونہہ سے اپنی بڑائی نکر

جوانون سی بھڑتی ہے ناحق ڈھیل
پری بنتی ہے اپنی مونہہ تو چڑیل

جو میرا سلیمان سنے یہ سخن
تو دے تجکو حکمِ جلائے وطن

ہوئی گفتگو جو مے و چای مین | یہ ہی قولِ فیصل مری رای مین
کہ جو کچھ کہا چاے نے سچ کہا | سرِ مو کہین فرق اسمین نتھا
عجب چیز ہے چای ای ہمنشین | کسی چاہ دنیا مین اسکی نہین
مسلمان راضی ہنود اس سے خوش | رضامند ترسا یہود اس سے خوش
کوئی رند مشرب ہو یا پارسا | نہین کس نے اسکا پیالہ پیا
اگر دردِ سر ہو تو ہے یہ دوا | یہ ہے خستگی کے لیئے مومیا
دل افسردہ سے ہو جو گرم اختلاط | طبیعت مین پیدا ہو جوشِ نشاط
یہ اوصاف بنت العنب[1] مین کہان | یہ تہذیب اوس بے ادب مین کہان
وہ احباب سے بر سرِ شور و شر | یہ ہر اک سی رہتی ہے شیر و شکر
بنائے وہ انسان کو غفلت شعار | یہ اوسکو سحرخیز و شب زندہ دار
وہ کمبخت غارتگرِ عقل و دین | یہ آرایشِ بزمِ اہلِ یقین
وہ کافر نجس پاک پاکیزہ یہ | وہ اک فاحشہ اور دوشیزہ یہ
کہان مے کہان یہ دلآرام خلق | یہ ممدوحِ عالم وہ بدنام خلق
یہ آب و نمک رنگ و روغن نہین | کبھی دخترِ رز اسکا دھووَن نہین
مےِ کہنہ سے دون ای کیا مثال | یہ اک نوجوان اور وہ پیرِ زال

[1] شراب انگوری

یہ حسنِ گلو سوز اوسمین کہان | جمالِ دل افروز اوسمین کہان
جسے اسکا اک بوسۂ تر[1] ملے | وہ نامِ مے روح پرور نلے
جو ہے مونہہ لگی جم کی وہ بیحجاب | تو بزمِ سلیمان[2] مین یہ باریاب
ہے تلخی بھی اسکی پسندِ انام | کہ وہ کرتی ہے پندِ ناصح کا کام
وہ تلخی کہ دل جسکا مشتاق ہے | کہ الحق مُر[3] کی مصداق ہے
ہے تلخی سے اسکے فقط یہ غرض | کہ داروی تلخست دفعِ مرض
کب اسکی نگاہون مین تُلتا ہے قند | سرِ بزم اسی غم مین گھلتا ہے قند
کرے بیمحابا جو بوس و کنار | جلادے لبِ عاشقِ بیقرار
لڑائی جو اس شعلہ رو سے زبان | تو ہو داغدار اوسکا کام و دہان
سزا دیتی ہے دستِ گستاخ کو | جلا دیتی ہے دستِ گستاخ کو
کوئی مہربان ہو کہ نامہربان | سبھی سے یہ کرتی ہے دلسوزیان
کھنچے گر یہ عشاقِ خون گرم سے | پسینے پسینے وہ ہون شرم سے
گلاب اسکا ہمرنگ بو مین کہان | کرے لاکھ اگر وہ عرقریزیان
پلاتا ہے ساقی جو رنگین زلال | تو لازم ہے اسبات کا بھی خیال
کہ جامِ بلورین مین سرجوش ہو | مہِ نو شفق سے ہم آغوش ہو

[1] یعنی بوسۂ تر ظاہر ۱۲
[2] اشارہ بہ کتاب صحیح ۱۲
[3] حق تلخ است ۱۲

ندے ظرفِ چینی خطا ہو معاف
کہ تقلیدِ اعجام کے ہے خلاف

صفت جامِ بلور کی کیا لکھون
ہے بیرون نما اور صاف اندرون

اگر جام چند ایسی شفاف ہون
مثالِ دلِ عارفان صاف ہون

بھری اونمین ساقی کہو رنگِ شوخ
نمودار پردہ سے ہو رنگِ شوخ

کسی مین بھرے نصف نصف آب و رنگ
جسے دیکھکر اہلِ محفل ہون دنگ

تماشاے نیرنگ نایاب ہو
بہم جلوہ گر آتش و آب ہو

دورنگی کا دنیا کے نقشہ دکھاے
کرے محوِ رعنائیِ حسن چاے

جو ہون بزمِ رنگین مین سبکو بہم
نظر آے کیفیتِ جامِ جم

شہِ جم کہ شاہِ سرافراز تھا
اوسی اپنے اک جام پر ناز تھا

سلیمان کا اپنے ہون ادنی غلام
مرے پاس ہین ایسے اٹھارہ جام

وہ جامِ پسندیدۂ خاص و عام
کہ فنجانِ بلور ہے جنکا نام

وہ فنجان ہیرے کے ترشے ہوے
کہین خوشنما جامِ جمشید سے

لبالب جو ہون رنگ سے واہ وا
شفق گون نظر آئین اٹھارہ ماہ

وہ چمچے شکر ریز کام و دہان
لڑائین جو شیرین لبون سی زبان

وہ ساغر کشی کے لگے کشتیان
سبک سیر مانندِ تختِ روان

جو ہو شور افزا لبِ بحرِ شوق — پہونچ جائین یہ تا لبِ بحرِ شوق

برنجی وہ اک خوشنما کیتلی — کہ ہے چاے نوشونکی جو لاڈلی

حقیقت مین سرچشمۂ فیض ہے — دل اوسکا مگر چشمۂ فیض ہے

بڑے حوصلے کے بڑی ظرف کی — کہان یہ لبطے مین دریا دلی

وہ اک مجمرِ آہنی چشمہ دار[عه] — ہے دل دیکھنے کو جسے بیقرار

جو سردی کو دی گرم ہو کر شکست — بنائے زمانے کو آتش پرست

ذرا اوسمین سلگے اگر عودِ خام — معطر ہو خوشبو سے محفل تمام

تکلف کی چیزین یہ سب ساقیا — رہ آوردِ[عه] ملکِ عرب ساقیا

عطیاتِ شہزادہ لکھنؤ — سلیمان[عه] لقب دام اقبالہٗ

خدا کی قسم قابلِ دید ہین — یہ کل ای صنم قابلِ دید ہین

یہ اسباب مطلوب ہو گر تجھے — تو حاضر مین حجت نہین کچھ مجھے

ہے موجود تیرے لئے ساقیا — مگر طاقِ نسیان پہ رکھا ہوا

نہو تجکو باور جو اے مستِ ناز — تو چل ساتھ میرے بعجز و نیاز

حضورِ خداوندِ فیروز بخت — سلیمان[عه] حشم وارثِ تاج و تخت

کہ تجکو اگر شوقِ تحقیق ہو — مری راست گوئی کی تصدیق ہو

عه مشبک سوراخدار ۱۲

عه تحفہ ۱۲

عه جناب شاہزادہ میرزا سلیمان قدر بہادر ۱۲

عه کنایہ از ممدوح مصنف ۱۲

بفرمانِ آقائے فرخ لقا ۔۔۔ منگاؤن وہ صندوق اسباب کا
بجا لاؤن آداب باصد ادب ۔۔۔ حوالے کرون تجکو سازِ طرب
سماوارِ رومی کی ہے گرچہ فکر ۔۔۔ حضوری مین آجائے اسکا بھی ذکر
وہان ہونگی بیسون ہی ایسی پڑے ۔۔۔ سبھی وضع وہیئت کی چھوٹے بڑے
بہرکیف جو ہو عنایت تجھے ۔۔۔ وہ ہے باعثِ فخر و عزت تجھے
دعاگوی شاہِ عطا پیشہ ہے ۔۔۔ تو کیون عرضِ مطلب مین اندیشہ ہے
سوال آج خالی نہین جائیگا ۔۔۔ جو تو مانگتا ہے وہی پائیگا
مبارک تجھے ساقیا بزمِ عیش ۔۔۔ کہ آراستہ جابجا بزمِ عیش
دعا دل سے دے میری سرکار کو ۔۔۔ سمجھ زیبِ محفل سماوار کو
سماوار ہے رونقِ انجمن ۔۔۔ جہان بزم مین یہ ہوا جوش زن
اوسیوقت سردی ہوا ہوگئی ۔۔۔ بلند ایک دلکش صدا ہوگئی
صدا وہ کہ جسمین بھرا ساز و سوز ۔۔۔ خجالت دہِ نغمۂ[1] نیمروز
تحمل ہے سوزِ نہان کا اسے ۔۔۔ نہین خوف کچھ امتحان کا اسے
جو انجن سُنے اسکی سرگرمیان ۔۔۔ تو اوڑنے لگی اوسکے مونھ پر دھوان
وہ رکھتا ہے گو سینۂ شعلہ بار ۔۔۔ پر اسکی طرح کب ہے اوسکو قرار

[1] نام پردۂ از موسیقی ۱۲

اگر امتحان ضبط کا ہو کہین — تو وہ چیخکر بھاگ جائی وہین

نہ اب دیر ساقیِ پُر فن کرے — سماوار کو جلد روشن کرے

رہے زیبِ پہلو مری دل کی طرح — سماور کرے گرم محفل کی طرح

بنجوکے اگر گم پڑین کوئلے — رقیبِ سیہ رو کا موُنھ پھونکدے

جو ہنس ہنس کے ہو مجھسے گرم تپاک — عدو آتشِ غم سے ہون جلکے خاک

شکر ریزیِ خندۂ لعلِ تر — کرے آتشِ شوق کو شعلہ ور

مہیا ہو جس دم یہ سامانِ چای — کرون دعوتِ جرعہ نوشانِ چاے

بھرون چاے فنجانِ بلّور مین — اُتارون پری شیشۂ نور مین

بہم خوب ہی گرمجوشی رہے — غزلخوانی و چاے نوشی رہے

دل اوسکی اثر سے ادھر گرم ہون — دعاے سلیمان مین سرگرم ہون

زبانِ خرد پر ہو نظمِ صفی — کرے نذرِ سرکار یہ مثنوی

عجب صاف و شیرین ہے یہ نظمِ تر — کہین کیون نہ قنداب صاحب نظر

کہ لذت دہِ کامِ احباب ہے

حلاوت مین ہموزنِ قنداب ہے

تمت

قطعاتِ تاریخِ مثنویِ لاجواب موسوم بہ قند اب

قطعۂ تاریخ بطرزِ جدید مصنفہ جناب مولوی سید علی نقی صاحب صفی لکھنوی مصنفِ مثنوی

نوشین دہنِ نیش زنان از سخنِ من
زنبور عسل ملکد اندر چمنِ من

لذت کشِ درد آمدہ ہر جزو تنِ من
دل خون شود و میدود اندر بدنِ من

بیگانہ ام از خویش ز وارفتگیِ خود
غربت زدہ نیست چو من در وطنِ من

حاصل شدہ کامِ دل و گم رشتۂ عمرم
آب آمدہ در دلو و زکف شد رسنِ من

بر چاکِ جگر بخیہ زنم زانکہ بغیتد
زخم از سرِ نو بر سرِ زخمِ کہنِ من

شک نیست بشیرینیِ جان لیک ز من پرس
شہد نیست کہ زہر ست بکام و دہنِ من

گر چاشنیِ نظم خوش آید بمذاقت
زین مثنویم گیر عیارِ سخنِ من

بر طرزِ غزل قطعۂ تاریخ نوشتم
ہان خردہ نگیرند حریفانِ فنِ من

پیدا است ازین سالِ مسیحی دمِ اتمام
قند اب صفی شد ز حلاوت سخنِ من
۱۸۹۳ء

قطعاتِ تاریخ مصنفہ شاگردانِ مصنفِ مثنوی ہذا

اثر جناب مرزا محمد ہادی صاحب لکھنوی

میرے اُستادِ سخن گستر نے — مثنوی لکھی ہے کیا ہے نایاب
چشمِ بد دور اثر کر تاریخ — قابلِ دید ہے نظمِ قند آب

سنہ ۱۳۱۱ ہجری

امیر جناب میر امیر حسین صاحب لکھنوی

شایع ہوئی جبکہ مثنویِ نایاب — تاریخ کے خواہاں ہوئے مجھسے احباب
یہ مصرعِ برجستہ کہا مینے امیر — دلچسپ خوش اسلوب ہے ایدل قند آب

سنہ ۱۳۱۱

دیگر

گوہرِ تابندہ نماید امیر — در نظم این سخنِ آبدار
تا شود آویزۂ گوشِ قبول — نظمِ صفی باد دُرِ شاہوار

سنہ ۱۳۱۱

حسن جناب مولوی سیّد حسن عسکری صاحب لکھنوی خلفِ اکبرِ مصنف

جنابِ والدِ ماجد نے میرے — لکھی کیا مثنوی بےمثل و نایاب
ندا آئی ہوئی جب فکرِ تاریخ — حسن لکھدو کہ لذت دہ ہے قند آب

سنہ ۱۳۱۱

خرد جناب سیّد مقبول حسین صاحب لکھنوی برادرِ خردِ مصنف

مثنوی حضرتِ صفی نے خرد — کیا ہے دلچسپ دلپذیر کہی
مین نے لکھا یہ مصرعِ تاریخ — کہ ہے نایاب بے نظیر کہی

سنہ ۱۳۱۱

شفیق - جناب آغا محمد زمان صاحب لکھنوی

جب شفیق استاد مولانا صفی   کہہ چکے قند اب مطبوعِ زمان
مین نے لکھا مصرعِ تاریخ یہ   مثنوی بیمثل نایابِ جہان
١٣١١ھ

صغیر - جناب سید صغیر حسین صاحب لکھنوی

حضرتِ استاد جب کہہ چکے یہ مثنوی   مصرعِ تاریخ کا مجکو بھی آیا خیال
قصد جو تھا طبع کا مونہہ سے یہ نکلا صغیر   واہ چھپی ہے عجب مثنوی بیمثال
١٣١١ھ

علی - جناب علی حسین خان صاحب لکھنوی

این مثنویِ نو کہ فصیح است و سلیس   شد نظم و دلم گفت کہ سالش بنویس
گفتیم چنین مصرعِ تاریخ علے   پاکیزہ بود نظم دل آویز و نفیس
١٣١١ھ

فیض - جناب میر امجد علی صاحب لکھنوی

مصرعِ تاریخ کی فکر مجھے بھی ہوئی   فیض اشاعت پذیر جبکہ ہوئی مثنوی
دیکھ کے بیساختہ مونھ سے یہ نکلا مرے   واہ دل آویز ہے نظمِ جنابِ صفی
١٣١١ھ

کاشفی - جناب سید کاشف حسین صاحب رئیس چرتا پگڈھ

قند اب نام اب ہی جو اک مثنوی چھپی   دلکش طراز خامہ استاد نا صفے
ہے کاشفی اوسی کا یہ مصراعِ سالِ نظم   بے مثل لاجواب کہی دیکھو مثنوی
١٣١٢ھ

مثنوی پارسال ١٣١١ھ بوجوہ چند چھپنے سے رہ گئی ١٢

موج - جناب نواب محمد مرزا صاحب لکھنوی

موجِ اُستادِ من جنابِ صفیؔ
شد چو از ابرِ کلک گوہر ریز

بندہ تاریخِ مثنوے گفتم
دلربا دلپذیر و دل انگیز

وحشیؔ جناب میر محمد حسن صاحب رئیس دلمو ضلع رای بریلی

میرے اُستاد مولانا صفیؔ نے
لکھی کیا مثنوی مطبوعِ عالم

بجا لایا فقط تعمیلِ ارشاد
مجھے ہر چند فرصت تھی بہت کم

جب آیا لکھنؤ مین اتفاقاً
ہوئی فرمایش تاریخ اوس دم

کہا وحشیؔ یہ مجھ سے میرے دل نے
کہ بہرِ نام تاریخی ہے کیا غم

برای سالِ فصلی تو الٰہی
لکھو اکسیرِ اعظم ساغرِ جم

چھپی جبکہ اُستاد کی مثنوی
مجھے سالِ ہجری کا آیا خیال

دمِ فکر وحشیؔ یہ بری دل نے تب
کہا اب چھپا نسخۂ بے مثال

مطبوع شد است بعدِ ارشاد
فکریکہ مفیدِ خاص و عام است

وحشیؔ تاریخِ آن بگفتم
اکسیرِ عظیم الکلام است

تقریظِ مثنوی قندِ ناب چکیدۂ کلکِ زائرِ سبطِ رسول الثقلین عبدہٗ سید مقبول حسین متخلص بہ خردؔ

سرجوشِ حمد و نعت جو ہی دلِ موجزن
لبریزِ آب و رنگ ہے پیمانۂ سخن

وجہ تصنیفِ مثنوی لاجواب موسوم بہ قندِ ناب

یہ مورِ ناتوان حاشیہ بوسِ بساطِ سلیمان سفرِ عراق مین ہمراہِ رکابِ خیرِ فیض انتسابِ حضورِ لامع النور سرکارِ دولتمدار حضرت شاہزادہ میرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ وعمّ نوالہ تھا حسبِ عادتِ مستمرہ اس سفر مین بھی جابجا ہزارہا پرچے

سلہ ۱۳۰۵ ہجری میں اتفاقِ زیارتِ عتباتِ عالیہ ہوا تھا مرثیہ والد مرحوم - میں بھی جنابِ اُنی نے اسکا تذکرہ فرمایا ہے —

تحائف بندگانِ عالی نے خرید فرمائی منجملہ اونکے اعلیٰ قسم کے بیش بہا
ظروفِ چاے نوشی بھی تھے جو کہ خرید ہو کر مع ملبوساتِ سرمائی ازخادم کو
وہین عنایت ہوے یہ ظروفِ دل پسند ایک صندوق مین بند سرکاری اسباب کے
ہمراہ عند المراجعت ہوا داخلِ تحویلِ خاص ہوگئی یہانتک کہ موسمِ سرما کی شدت
ہوئی اور زمانہ سردمہر کے ہاتھون تکلیفِ انتظارِ وصولِ عطیات اوٹھانا پڑے
ایک روز اسکا تذکرہ بخدمتِ اخی معظّم اُستادنا مولانا سیّد علی نقی صاحب صفی ظلہ العالی
آیا اور کمترین نے یہ خواہش ظاہر کی کہ درباب یاددہانی عطیات آپ
مجھے کچھ لکھدین چنانچہ براہِ شفقتِ بزرگانہ باوجودِ عدیم الفرصتی بہت جلد جناب معظم نے
ایک ساقی نامہ بطرزِ جدید بنابر ہدیہ محتشم الیہ نظم فرمادیا جسمین مے وچاے کا مباحثہ
مصنف کا محاکمہ مقامات مناسب پر تعریفِ سرکار ممدوح الصفات بعنوانِ شائستہ
یاد آوری عطیات بپیرایہ حسنِ طلب ادائے مطلب قابلِ دید ہے اس مثنوی عدیم المثل کی خوبی
اسی سے ظاہر ہے کہ بمجردِ ملاحظہ اسقدر پسندِ طبعِ اقدس واعلیٰ ہوئی کہ علاوہ عطیاتِ
مطلوبہ بہت کچھ دادِ سخن دیگئی اور بفیاضی وقدردانی مرشد زادۂ فیض گستر ہنر پرور
جناب میرزا ہمایون قدر بہادر دام دولتہ وحشمتہ اسکی طبع واشاعت کی گئی۔

الٰہی دعاے کامگاری سلیمانِ کامران مثلِ عرضِ مقبول قبول فقط۔

بارِ اوّل

اعلان

یہ مثنوی بنام نامیِ سرکارِ شاہزادہ

میرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہم بفرمائش

کمترین تصنیف ہو کر پیشکش کی گئی اور حسب الحکم شہزادۂ اعظم

حضرت شاہزادہ میرزا ہمایون قدر بہادر دام دولتہ

باجازتِ مصنف صرف (۶۰۰) جلدین چھپکر شائع ہوئی ہین

نظر بمنشائے قانونِ حفظِ حقوقِ تصانیف حسبِ ضابطہ [illegible]

زائرِ سبطِ رسول الثقلین

عبدہٗ سید مقبول حسین

۶۰۰ جلد